www.KitaboSunnat.com

بطورِ مستقل شعبہ، دینی نظام تعلیم کا اہم حصہ ہیں۔

- عالم عرب کی بڑی مساجد ومدارس میں ان کے مطابق نمازوں کی امامت کی جاتی ہے۔
- علاوہ ازیں مسلمانوں کے تمام علماء، مفتیان حضرات اور دینی ادارے ان کی مشروعیت پر متفق ومجتمع ہیں، جیسا کہ رشد، حصہ دوم کے صفحہ نمبر۱۲۴ تا ۱۸۹ پر یہ فتاویٰ بہ تفصیل ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں میں بعض کم علم لوگوں کا جہالت کا وبال اُمتِ مسلمہ پر یوں نازل ہو کہ وہ ان قراءات کا انکار ہی شروع کردیں اور اُنہیں مستشرقین کی ہم نوائی میں جمع حدیث کی طرح کی عجمی سازش قرار دیں تو ان کی اس تہمت وبہتان کا کیا وزن رہ جاتا ہے؟

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی
[مدیر التعلیم جامعہ لاہور الاسلامیہ ومدیر ماہنامہ 'محدث']

رُشد قراءات نمبرز کی اِشاعت پر منکرینِ حدیث کی بوکھلاہٹ

حالیہ چند سالوں میں دو موقع ایسے آئے ہیں جب منکرین حدیث بری طرح بوکھلاہٹ کا شکار ہوئے ہیں۔ایک جب ماہنامہ محدث کا فتنۂ انکار حدیث نمبر شائع ہوا اور دوسرا موقع یہ ہے جب قراءات نمبر مسلسل تین قسطوں میں شائع ہورہا ہے۔شاید قارئین کو خیال گزرے کہ منکرین حدیث کا فتنۂ انکار حدیث نمبر پر چیں بہ چیں ہونا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن قراءات نمبر کی اشاعت اور ان کی پریشانی میں کیا نسبت؟ تو یہ نسبت بالکل سادہ سی ہے جو منکرین حدیث کے ماہنامہ بلاغ القرآن نے ان الفاظ میں بتائی ہے:

> ''روایت پرستوں کا جنوں انہیں سکون سے بیٹھنے نہیں دے رہا ان کی تعصّبانہ روش انہیں مسلسل اکسا رہی ہے کہ قرآن کے متن میں 'اختلاف قراءات وروایات' کی بنیاد پر تبدیلی کر کے مخالفین کا منہ بند کردیا جائے کہ اگر کوئی شخص 'صحاح ستۂ کی کسی 'روایت' بالخصوص أنزل القراٰن علی سبعة احرف پر تنقید کی جسارت کرے تو اسے تبدیل شدہ ایک نہیں بلکہ بیس قرآن دکھا کر خاموش کروایا جاسکے'' [بلاغ القرآن نومبر ۲۰۰۹ء،ص:۲]

خلاصہ عبارت یہ ہوا کہ حدیث کو شرعی حجت تسلیم کرنے والے یہ چاہتے ہیں کہ منکرین حدیث کے وہ تمام چور دروازے بند کردیے جائیں جن سے کسی بھی پہلو سے انکار حدیث کا امکان ہو۔یعنی 'یہ بزرگ' شعوری طور پر سمجھتے ہیں کہ رشد قراءات نمبر فتنۂ انکار حدیث نمبر کا ہی تسلسل ہے جو دفاع حدیث کی غرض سے شائع کیا گیا چنانچہ اسے پروپیگنڈہ کے زور پر روکنا ضروری ہے تاکہ مسٹر پرویز کے قرآن (جو حدیث کی بجائے ہر ایرے غیرے کی تشریح پر مشتمل ہے) کا تحفظ کیا جاسکے۔اب وہ قرآن جس کی بابت نبی کریم نے فرمایا کہ وہ سات حروف پر مشتمل ہے اس کے تحفظ کی ذمہ داری تو خود اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہے اور اس کی حفاظت بخوبی ہورہی ہے لیکن مسٹر پرویز کے قرآن، جس کا ذکر خیر اوپر ہو چکا ہے، اس کے تحفظ کیلئے دوستوں نے اپنے نام نہاد قرآنی گورکھ دھندے کو مخفی رکھتے ہوئے عوام الناس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ باور کروانے کی کوشش کی کہ اہل رشد بیس نئے قرآن شائع کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں حالانکہ یہ وہ بات تھی جو دوستوں نے بحث کو منفی رنگ دینے کیلئے غلط طور پر پھیلائی اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

پھر اس بنیاد پر فرضی سوالات ترتیب دے کر عوام کو بیداری کی دعوت دی گئی کہ اٹھو ورنہ قرآن بھی انجیل کا سا ہو جائے گا اور تم منہ دیکھتے رہ جاؤ گے۔ اس جہالت کا ذکر ہم بعد میں کریں گے کہ کیا مختلف قراءات میں مصاحف شائع ہونے سے قرآن بھی انجیل کی طرح محرف ہو جائے گا؟ سر دست ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا واقعی یہ گروہ اس بات پہ آگ بگولا ہوا کہ مختلف قراءات میں قرآن کی اشاعت سے قرآن اور انجیل ایک جیسے ہو جائیں گے؟ یا مسئلہ مصاحف کی اشاعت کی بجائے قراءات کی حجیت کا ہے جس کو انکے بڑے فتنۂ عجم کا نام دیتے ہیں جبکہ امت بالاجماع ان کو حجت مانتی ہے۔ ہم اس گروہ کے اس موقف کو صحیح تسلیم نہیں کرتے کہ یہ ہنگامہ مصاحف کی اشاعت کی وجہ سے قرآن کے انجیل کے مترادف ہو جانے کے ڈر سے کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دروغ گوئی سے تعبیر کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ انکے اکابرین اس وقت بھی یہی سوال کرتے سنے گئے جب پاکستان میں کہیں مصاحف کی اشاعت یا اس طرح کے پروپیگنڈہ کا نام ونشان تک نہ تھا، دیکھئے مسٹر غلام احمد پرویز کی کتاب 'مقام حدیث' (یہ اسلم جیراجپوری، تمنا عمادی اور خود پرویز کی تحریرات پر مشتمل ہے) جو انہوں نے بیسویں صدی کے وسط میں لکھی اس وقت پرویز وغیرہ کے اعتراضات کا جواب مولانا محمد گوندلوی ؒ نے اپنی کتاب 'دوام حدیث' (جو ان دنوں لکھی جا چکی تھی لیکن باقاعدہ طبع ہو کر مارکیٹ میں حال ہی میں آئی ہے) میں دیا۔ ہم مولانا کی کتاب سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے یہ بات کھل کے سامنے آ جائے گی کہ ان حضرات کا پس پردہ مقصد حفاظتِ قرآن نہیں بلکہ انکارِ قراءات ہے کیونکہ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو آج سے ساٹھ سال قبل اس مسئلے کا موضوع بحث بنانا چہ معنی دارد؟ موصوف فرماتے ہیں:

''ایک عیسائی نے کتاب المصاحف لابن أبی داؤد سے قرآن کے ان نسخوں سے جو روایت بالمعنی کی بنا پر لکھے گئے ہیں، بعض مختلف کلمات نقل کئے ہیں، جو حلال وحرام میں مختلف نہیں۔ اس نے اپنی جگہ قرآن میں تحریف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور منکرین حدیث بھی اپنی خفت مٹانے کیلئے اس اعتراض کا ذمہ دار بھی حدیثوں کو ٹھہرانے لگے ہیں۔ عیسائی تو ایک حد تک معذور ہیں، کیونکہ وہ دراصل مسلمانوں کے اس اعتراض میں لب کشائی کر رہے ہیں کہ اناجیل محرف ہیں۔ اب پھر اس میں تحریف ہو رہی ہے۔ موجودہ اناجیل سے بعض آیات نکال دی گئی ہیں، حالانکہ یہ آیات سابقہ مطبوعہ انجیلوں میں بدستور موجود ہیں، کیونکہ اناجیل کا نہ اصل نسخہ موجود ہے، نہ اس کی نقل یا نقل در نقل، جن سے تراجم کی اغلاط معلوم ہو سکیں، جو مترجمین نے اپنے فہم کے مطابق کیے ہیں۔ کیونکہ عیسائی اب تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ موجودہ اناجیل کس زبان میں لکھی گئیں۔ یونانی میں یا عبرانی میں، کیونکہ یونانی زبان کا پرانا سے پرانا نسخہ عبرانی کی نقل معلوم ہوتا ہے اور عبرانی کا پرانے سے پرانا نسخہ یونانی سے نقل معلوم ہوتا ہے، پھر اناجیل میں واقعات کی کوئی سند بھی نہیں، نہ متواتر، نہ خبر واحد، بلکہ اناجیل کے مصنّفین تک بھی حد تواتر تک نہیں پہنچیں۔

پس جس عیسائی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مختلف مصاحف کا اختلاف اناجیل کے اختلاف کی طرح ہے، وہ احمقوں کی دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہتا ہے، مگر اس کو یہ معلوم ہے کہ میں جس دنیا میں ہوں، اکیلا نہیں ہوں، میرے وسوسے کو دنیا میں قبول کرنے کے لیے اور احمق بھی مل جائیں گے۔

چنانچہ جب ہم نے 'مقام حدیث' میں دیکھا کہ منکرین حدیث بھی اس وسوسہ سے متاثر ہوکر اس اعتراض کو معقول سمجھ کر اسکا ذمہ دار حدیث کو ٹھہرا کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو اس عیسائی کے خیال ''کہ میں اکیلا احمق نہیں'' کی تصدیق پائی۔

بھلا وہ اختلاف جو کمی بیشی کا ہو، جیسا کہ اناجیل میں ہے، اور وہ اختلاف جو لغت کے اعتبار سے ہو، جیسا کہ مختلف قراءتوں یا مختلف مصاحف میں ہے، کیسے برابر ہوسکتا ہے؟ اگر سب اختلافات برابر ہوں، تو تراجم کو تحریف ہی کہنا چاہئے۔ منکرین حدیث عیسائی کے اس اعتراض سے بہت خوش ہورہے ہیں کہ یہ اعتراض روایت کی بناء پر ہے۔ ہم چونکہ روایت کے قائل نہیں، اس لیے یہ اعتراض ہم پر وارد نہیں ہوتا، اور یہ نہیں سمجھے کہ روایت کے حجت ہونے کے انکار سے روایت کے لوازمات سے انکار لازم نہیں ہوتا، کسی روایت کے ردّ کرنے کے لیے اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ ہم اس کو دینی حجت نہیں مانتے۔ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے سے انسان دشمن کے وار سے بچ نہیں سکتا۔ بلکہ اس قسم کے لایعنی انکار سے دشمن زیادہ دلیر ہوجاتا ہے۔ اس کو اس امر سے بحث نہیں کہ تم مانتے ہو یا نہیں، وہ تو علمی حلقہ میں پہچان پیدا کرنے کے درپے ہے۔ اگر آپ لوگ عیسائی مصنف کو تحقیقی جواب دینا چاہتے ہیں، تو اس کی صورت آپ کے خیال کے مطابق یوں ہونی چاہئے کہ روایت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ بعض سچی ہوتی ہیں اور بعض جھوٹی، ہوسکتا ہے کہ یہ جھوٹی ہو۔ ان روایات کا جھوٹا ہونا ہی صحیح ہے، کیونکہ قرآن مجید ایک ایسا فصیح و بلیغ کلام ہے کہ بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر ہے، کوئی دوسرا کلام اس سے مشتبہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ان نسخوں کے جعلی ہونے کی دلیل ہمارے پاس یہ ہے کہ:

> ''قرآن مجید کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے، اس کے الفاظ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر ہیں، اور باقی نسخے جو اس کے علاوہ ہیں، ان کے الفاظ اس قدر گرے ہوئے ہیں کہ ان کو اس نسخہ کے الفاظ کے مترادف بھی نہیں کہا جاسکتا۔''

یہ تھا اصل جواب! مگر یہ جواب اس وقت درست ہوتا، جب یہ ثابت ہوجاتا کہ قرآنی الفاظ اور ان نسخوں کے مخالف الفاظ میں اس قدر فرق ہے کہ ایک تو معجزہ بن جائے اور دوسرے نسخے معجزہ کی حد کو نہ پہنچیں، مگر اس کے لیے علم کی ضرورت ہے اور یہ لوگ علمی نقصان کو جذبات سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اعتراض سے بچنے کے لیے انکار ہی کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ کوئی تحقیق نہیں، بلکہ تلبیس ہے۔'' [ص:۱۱۶تا۱۱۹]

اندازہ کیجیے کہ کیسا حسن اتفاق ہے کہ آج کے معترضین کے وہی اندیشے اور اشکالات ہیں جو ساٹھ سال قبل ان کے نظریاتی آباو اجداد کے تھے؟ بلکہ قارئین حیران ہوں گے کہ یہ اعتراضات بھی انکے ذہن کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ ان مستشرقین کے اعتراضات کا چربہ ہیں جن کے نام سے ڈرا کر امت کو قراءات متواترہ سے دور رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اب ہم اس سوال کی طرف آتے ہیں کہ کیا مختلف مصاحف کی اشاعت سے قرآن محرف ہوجائے گا؟

ہمارے خیال میں بات یہاں سے شروع ہونی چاہیے کہ قراءات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ان کی حجیت کا مدار کس بنیادی ماخذ پر ہے اور اس باب میں امت کا اجماعی موقف کیا ہے؟ اگر قراءات کی حجیت پر متواتر اور صحیح احادیث موجود ہیں اور امت کا اجماعی موقف بھی ان کو حجت ماننے کا ہے تو یقیناً مختلف مصاحف کی اشاعت سے قرآن محرف نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب مختلف قراءات کے ثبوت سے قرآن میں تحریف نہیں ہوئی تو ان کی الگ الگ اشاعت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیسے تحریف ہو جائے گی؟

دوسری بات یہ ہے کہ یہ انتہائی لغو اور جہالت پر مبنی سوچ ہے کہ قراءات اور انجیل کا اختلاف ایک جیسا ہے کیونکہ انجیل کا اختلاف تضاد کا ہے جس میں نظریات ،مضامین اور عقیدے کا اختلاف ہے جبکہ قراءات کا اختلاف تنوع کا اختلاف ہے جس سے نہ تو مضامین باہم متضاد ہوتے ہیں اور نہ ہی عقیدے میں کوئی حرف آتا ہے بلکہ اگر عقل سلیم میسر ہو تو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگے کہ یہ اختلاف قرآن کریم کا اعجاز ہے نہ کہ تحریف ۔دوسری بات یہ کہ قراءات کا ایک ایک اختلاف صحیح اسناد سے ثابت ہے جبکہ انجیل کی سند حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو دور کی بات ان کے مصنّفین تک نہیں پہنچتی کہ ان کے لکھنے والے کون لوگ تھے۔ اور یہ بات عیسائیت کو بھی تسلیم ہے۔ایک طرف یہ اختلافکہ انجیل یوحنا عقیدہ تثلیث ثابت کرتی ہے جبکہ باقی تینوں اناجیل میں یہ بحث ہی موجود نہیں اور دوسری طرف قراءات کا وہ اختلاف جس سے قرآن کریم کے مفہوم میں ذرا برابر فرق نہیں پڑتا کیا ایک جیسا کیسے ہو گیا ؟ بہ بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا

اس حوالے سے ان دانش بازوں سے دوسری گزارش یہ ہے کہ ذرا اتنی وضاحت فرمایئے کہ کیا مستشرقین کا اسلام پر مطالعہ اور ان کی معلومات کا حدودِ اربعہ آپ جتنا ہے جو ان کو ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ احادیث میں مختلف قراءات کا ذکر بھی ہے۔گویا آپ کے خیال میں مستشرقین کو ابھی تک روایت حفص کے علاوہ کسی روایت کا علم نہیں ہے اِس لیے وہ آج تک اِعتراض نہیں کر سکے اور جوں ہی دیگر رِوایات میں مصاحف پاکستان میں منظر عام پر آ گئے وہ اِعتراضات کی بوچھاڑ کر دیں گے؟ قارئین اندازہ فرمایئے!یہ ہیں وہ محققین جو رشد قراءات نمبر پر نقد کرنے آئے ہیں اور بھولے اتنے ہیں کہ مستشرقین کے نام سے امت کو ڈراتے ہیں لیکن ان کے کام سے خود جاہل ہیں۔ اگر ہم ان محققین سے پوچھیں سے کہ اگر مستشرقین مصاحف کی موجودگی میں قرآن کریم کے انجیل جیسا ہونے کا کہہ سکتے ہیں تو قراءات کی حجیت پر اُمت کے اِجماعی مؤقف اور اَحادیث کی موجودگی کے پیش نظر اب کیوں نہیں؟ کیونکہ اتنی تو بہرحال ان کو خبر ہے کہ امت حدیث نبوی کو دین کا اساسی ماخذ اور حجت مانتی ہے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ یہ اعتراض وہ دسیوں سال پہلے کر چکے ہیں اور ان اعتراض کی سطحیت کو علمائے حق خوب واضح کر چکے ہیں یہی وجہ کہ ان کے اعتراضات کی وجہ سے آج تک کوئی فتنہ سامنے نہیں آیا۔بدقسمتی سے یہ وہی اعتراضات ہیں جنہیں آپ آج تحقیق جدید کے نام سے پیش کر رہے ہیں اور گویا یوں تاثر دے رہے ہیں کہ آج اگر ہم نہ ہوتے تو قرآن کریم محفوظ رہتا۔یہ تو ہماری بیداری فکر کا نتیجہ ہے کہ ہم نے اسکے اثرات اتنی دور سے دیکھ کر امت کو بروقت خبردار کر دیا۔

مذکورہ گروہ کی نگارشات کو سامنے رکھتے ہوئے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے مستشرقین کا مقابلہ برصغیر سے ہے۔ دنیا میں جو بھی ہو جائے اُن کو اِس سے کوئی سروکار نہیں وہ تو اسی تاک میں ہیں کہ برصغیر کے اِسلام پر اِعتراض کا کب موقع بنے؟ اس لیے باقی اُمت مسلمہ جو بھی کرے باشندگان برصغیر کو بہرحال محتاط رہنا چاہئے۔یہ احساس اس لیے ہوا کہ اگر مستشرقین کی نظر پورے عالم اسلام پر ہوتی تو ایک عرصے سے مختلف ممالک میں مختلف مصاحف کی اِشاعت ہو رہی ہے تب سے مستشرقین کہاں ہیں۔؟ نعوذ باللہ کیوں قرآن انجیل کے مترادف نہیں ہوا؟ کیوں کہیں سے کوئی اعتراض سامنے نہیں آیا؟ اور فرض کریں اگر کوئی اعتراض آ بھی جائے تو جواب دینے کے لیے اہل علم موجود ہیں مقابل میں 'اہل علم ودانش' تو ہیں نہیں جو فوراً قرآن کو نعوذ باللہ انجیل مان لیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اسلام کے دانا دوستو! میڈیا نے دنیا کو جتنا قریب کردیا ہے کیا تم اَبھی بھی اس خیال میں ہو کہ ہم مستشرقین سے چھپے بیٹھے ہیں؟ آپ کے خیال میں ان کو علم ہی نہیں کہ مختلف اسلامی ممالک میں روایت حفص کے علاوہ دیگر قراءات میں قرآن پڑھا جارہا ہے؟ اگر انہوں نے یہ سوال کردیا کہ پاکستان میں روایت حفص پڑھی جاتی ہے جبکہ مراکش میں روایتِ ورش، کیا پاکستان اور مراکش کے قرآنوں میں فرق ہے تو اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہوگا؟

اس طرح کے اشکالات عوام الناس کے ہوتے تو ہم ہضم کر لیتے ہمیں تو افسوس اس بات کا ہے کہ خدایا یہ انداز تحقیق ان لوگوں کا ہے جو خود کو اہل علم، اہل دانش، اہل فکر اور مفتی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور پھر بے باکی سے اس عقیدے کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ قرآن میں زیر، زبر کا بھی فرق نہیں اور قراءات کو تسلیم کرنے سے قرآن انجیل کی طرح محرف ہو جائے گا۔ یعنی مصاحف کی اشاعت کے بارے میں علماء کا یہ خدشہ کہ جہالت کی وجہ عوام الناس میں انتشار کا خطرہ ہے درست نہیں کیونکہ یہاں تو خود ساختہ مفتیان اور نام نہاد 'اہل علم و دانش بھی ایسے ہیں جو نہ صرف یہی عوام الناس والا عقیدہ رکھتے ہیں بلکہ قراءات کو تحریف تک کہنے سے نہیں چوکتے، اب پہلے سے بھی مشکل سوال یہ ہے کہ ایسی پڑھی لکھی جہالت کا کیا حل ہو؟

حالانکہ علماء اور مفتیان کی نسبت رسول اللہ ﷺ کا فرمان یوں ہے:

«نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ ، الْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ -ثَلَاثَ مَرَّاتٍ- فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ فَاعْمَلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ فَرُدُّوْهُ إِلٰی عَالِمِهٖ» . [مسند أحمد: (۳۰۰/۲)۷۹۷۶]

''قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات کہی کہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔ جس کا علم ہو اسی کے مطابق پڑھ لو اور جس کا علم نہ ہو اسے عالم کی طرف لوٹاؤ۔'' [مسند احمد: ۱/۳۰۰، صحیح ابن حبان: ص۸۳]

آپ ﷺ عوام الناس کو تلقین فرما رہے ہیں کہ جس قراءات کا علم نہ ہو اس کے بارے میں عالم کی طرف رجوع کریں اور اللہ کی شان ہے کہ پاکستان کے ایک کونے میں نام نہاد عالم یہ کہہ رہے ہیں کہ قراءات تحریف انجیل کے مترادف ہیں۔ کیا ابھی بھی ان کے عالم اور مفتی ہونے کا استحقاق محفوظ ہے؟ کیا ایسی جرأت ایک عالم دین تو دور کی بات ہے عام امتی بھی کرسکتا ہے؟ کیا ایسے شخص کو اُمت مسلمہ کے حوالے سے بات کرنے کا کوئی حق حاصل ہے؟ کیا ایسا شخص اپنے نام کے ساتھ مفتی کا بڑا سا سابقہ لگا کر اپنے فتوے عوام الناس کی راہنمائی کے دعویٰ سے بانٹنے کا جواز رکھتا ہے؟ اس 'مفتی' کی ذمہ داری تو آپ ﷺ نے راہنمائی امت کی لگائی تھا اور یہ تخریب کاری کرتا پھر رہا ہے پھر بھی ہنوز مفتی ہے؟

اور اگر مختلف قراءات میں مصاحف کی اشاعت سے قرآن انجیل کی طرح محرف ہو جائے گا، عوام الناس انتشار کا شکار ہو جائیں گے اور امت مسلمہ کا ایک قرآن کا دعویٰ ختم ہو جائے گا تو گزارش ہے کہ عالم اسلام میں یہ مصاحف شائع ہو چکے ہیں تمہارے دیئے گئے نتائج کے مطابق اس بدعت کا ارتکاب ہو چکا ہے، قرآن کریم میں نعوذ باللہ انجیل کی طرح تحریف ہو چکی ہے اور امت کا ایک قرآن کا دعویٰ ختم ہو چکا ہے۔ نہ صرف یہ سب کچھ ہو چکا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جس نے یہ کہہ کر ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر:۹] ''ہم نے اس کو ہم نے نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں'' حفاظت قرآن کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے اور اسی حفاظت کے پیش نظر اپنے محبوب نبی ﷺ سے انتہائی انداز میں مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾ [الحاقۃ:۴۴۔۴۷] ''اور اگر اس (نبی) نے خود گھڑ کر کوئی بات ہماری طرف کوئی بات منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے، پھر تم سے کوئی (ہمیں) اس کام سے روکنے والا نہ ہوتا'' بھی نعوذ باللہ حفاظت قرآن سے عاجز آچکا ہے۔ کیونکہ اس وقت

روایت قالون عن نافع لیبیا، تیونس کے اکثر اور مصر کے بعض علاقوں میں

روایت ورش عن نافع مغرب عربی (الجزائر، مراکش، موریطانیہ وغیرہ)، مغربی افریقہ (سینیگال، نائیجر، مالی، نائیجریا وغیرہ)، شمال افریقہ اور مصر، لیبیا، چاڈ، سوڈان کے بعض علاقوں اور تیونس کے مغربی وجنوبی علاقوں میں

روایت دوری عن ابی عمرو سوڈان، صومالیہ، چاڈ، نائیجریا، اریٹریا، کینیا اور عمومی طور پر سنٹرل افریقہ میں اور

روایت حفص عن عاصم یہ مکمل مشرق، برصغیر، ترکی، افغانستان اور مصر کے اکثر علاقوں پڑھی جارہی ہے۔

اس حوالے سے بعض حضرات دعویٰ کرتے ہیں کہ ان ممالک میں ہمارے دوست آتے جاتے رہتے ہیں وہ ہمیں پورے اطمینان سے بتاتے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہیں وہاں بھی وہی قرآن پڑھا جاتا ہے جو ہمارے یہاں پڑھا جاتا ہے۔ مزید براں حرمین میں صرف اسی قراآن کی تلاوت ہوتی ہے جو ہمارے ہاں پڑھا جاتا ہے۔ گزارش ہے جناب ہم بھی آپ کے دوست ہی ہیں ہماری بات ماننے میں کیا حرج ہے؟ اگر دل اطمینان نہیں پکڑتا تو پھر تمام دوستوں کو چھوڑیئے کسی وقت میں مصروفیت سے چند دن نکال کے خود صورت حال کا جائزہ لیجیے کہ اصل معاملہ کیا ہے ؟ اگر آپ بوجوہ ان ممالک میں نہ جاسکیں تو ہم اتنی راہنمائی کر دیتے ہیں کہ اس ضمن میں آپ انٹرنیٹ سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں مثلاً اگر آپ گوگل پہ جا کر 'أماكن إنتشار القراء ات في العالم اليوم' کے عنوان سے سرچ کریں تو شافی اور تسلی بخش نتائج مل سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ غامدی صاحب جو خود منکر قراءات ہیں، کی تحریریں بھی مدد ومعاون ثابت ہوسکتی ہیں مثلاً غامدی صاحب لکھتے ہیں:

''قرآن وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے اور جسے مغرب کے چند علاقوں کو چھوڑ کر پوری دنیا میں اُمت مسلمہ کی عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے۔ یہ تلاوت جس قرأت کے مطابق کی جاتی ہے، اس کے سوا کوئی دوسری قرأت نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔'' [میزان: ص ۲۵، ۲۶]

دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

''لہٰذا یہ بالکل قطعی ہے کہ قرآن کی ایک ہی قرأت ہے جو ہمارے مصاحف میں ثبت ہے۔ اس کے علاوہ اس کی جو قراتیں تفسیروں میں لکھی ہوئی ہیں یا مدرسوں میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں یا بعض علاقوں میں لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں، وہ سب اس فتنۂ عجم کی باقیات ہیں جس کے اثرات سے ہمارے علوم کا کوئی شعبہ، افسوس ہے کہ محفوظ نہیں رہ سکا۔'' [میزان: ص ۳۲]

انکار قراءات کے باوجود غامدی صاحب بھی اتنا مانتے ہیں کہ چند علاقوں میں دیگر قراءات کی تلاوت کرنے والے موجود ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر ثقاہت کی نسبت سے غامدی صاحب اور 'دوستوں' کا تقابل کیا جائے تو شاید غامدی صاحب ہی اوثق ٹھہریں گے اور غامدی صاحب بہرصورت چند علاقوں کی حد تک مانتے ہیں۔

چنانچہ مختلف قراءات کا مختلف ممالک میں پڑھا جانا اور ان قراءات میں مصاحف کا شائع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی حفاظت سے عاجز آچکے ہیں اور اگر آپ یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ جیسی عظیم ہستی کسی کام سے عاجز آجائے تو پھر اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے آپ کو راہ فرار نہیں مل سکتی کہ مختلف مصاحف کا مختلف ممالک کی وزارت اوقاف سے جید علماء وقرّاء کی زیرنگرانی مسلسل شائع ہونا اور عوام الناس کا انہیں قبول کرنا ان کے قرآن ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس حوالے سے مزید وضاحت کے لئے دیکھیے عرب علماء کے فتاوی جات 'رشد قراءات نمبر' دوم میں جناب قاری مصطفی راسخ کے مضمون ''ائمہ اسلاف اور عرب مفتیان کے فتاوی'' اور شمارہ ہذا میں راقم کے مضمون ''ضمیمہ فتاوی جات عرب علماء'' میں جس سے یہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ دنیا ایک ہی قراءت کو قرآن سمجھتی ہے یا دیگر تمام قراءات متواترہ کو بھی قرآن ہی مانتی ہے اور حرمین والے مسئلے کی بھی وضاحت ہوجائے گی کہ اس سلسلے میں اہل حرمین کیا موقف رکھتے ہیں۔ ان فتاوی جات میں سے ایک فتویٰ جو سعودی فتاویٰ کمیٹی **اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء** کی طرف سے دیا گیا ہے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال سے کچھ واقفیت ہوسکے:

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ قراءات قرآنیہ کے متعدد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اختلاف ہے اور وہ کافی وشافی معانی تک دلالت نہیں کرتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَنُخۡرِجُ لَهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ كِتَٰبٗا يَلۡقَىٰهُ مَنشُورًا ﴾ [الإسراء:۱۳]

جواب: نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''إن القرآن نزل من عند الله على سبعة أحرف'' [صحيح البخاري:۴۹۹۲، صحيح مسلم:۸۱۸]

''بیشک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات حروف پر نازل ہوا ہے۔''

یعنی آسانی کے لئے عربوں کی سات لغات اور لہجات پر نازل ہوا ہے۔ اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔

تمام قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ قراءات کا تعدد تحریف وتغییر کا نتیجہ ہے اور نہ ہی ان سے معانی میں التباس، تناقض یا تضاد پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ بعض قراءات بعض قراءات کے معانی کی تصدیق کرتی ہیں۔

بعض قراءات سے متنوع معانی سامنے آتے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک معنی مقاصد شریعت اور بندوں کی مصلحتوں میں سے کسی مصلحت کو محقق کرنے والے حکم پر دلالت کرتا ہے۔

ایسی قراءات میں سے ایک، اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَكُلَّ إِنسَٰنٍ أَلۡزَمۡنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِي عُنُقِهِۦۖ وَنُخۡرِجُ لَهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ كِتَٰبٗا يَلۡقَىٰهُ مَنشُورًا ﴾ [الإسراء:۱۳]

اس آیت مبارکہ میں لفظ ''يلقاه'' میں دو قراءات ہیں۔

① يَلْقَهُ (بفتح الياء والقاف مخففة) اس قراءت کی صورت میں اس آیت مبارکہ کا معنی ہوگا کہ ہم روزِ قیامت انسان کیلئے ایک کتاب نکالیں گے جو اس کے اعمال کا صحیفہ ہوگا اور وہ آدمی اس صحیفے کے پاس اس حال میں پہنچے گا کہ وہ مفتوح (کھلا ہوا) ہوگا۔ اگر وہ شخص جنتی ہوگا تو اسے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑے گا اور اگر جہنمی ہوگا تو اسے اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑے گا۔

② يُلَقَّهُ (بضم الياء وتشديد القاف) اس قراءات کی صورت میں اس آیت مبارکہ کا معنی ہوگا کہ ہم روز قیامت انسان کے لئے ایک کتاب نکالیں گے جو اس کے اعمال کا صحیفہ ہوگا اور وہ کتاب انسان کو اس حال میں دی جائے گی کہ وہ مفتوح (کھلی ہوئی) ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ دونوں قراءات کے معانی معمولی سے فرق سے واضح ہوتا ہے کہ بالآخر دونوں کا ایک ہی معنی ہے، کیونکہ کتاب کے پاس جانا یا کتاب کا دیا جانا ایک ہی شے ہے۔اور دونوں صورتوں میں ہی وہ کتاب مفتوح ہوگی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً وَّلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ﴾ [البقرة:١٠]

اس آیت مبارکہ میں لفظ یکذبون میں دو قراءاتیں ہیں۔

① يَكْذِبُونَ: (بفتح الياء وسكون الكاف وكسر الذال) اس قراءات کی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کی طرف سے جھوٹی خبریں دیتے ہیں۔

② يُكَذِّبُونَ: (بضم الياء فتح الكاف وتشديد الذال المكسورة) اس قراءات کی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ وہ رسولوں اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔

مذکورہ دونوں قراءات کے معنی میں نہ تو تناقض ہے اور نہ ہی تضاد ہے بلکہ دونوں قراءات میں سے ہر ایک نے منافقین کے اَوصاف میں سے ایک ایک وصف بیان کیا ہے۔

پہلا وصف: وہ اللہ تعالی، رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کی اخبار میں جھوٹ بولتے ہیں۔

دوسرا وصف: وہ اللہ تعالی کی طرف سے رسولوں کی دی گئی شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔

اور منافقین کے بارے میں یہ دونوں صفات ہی برحق ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ان دونوں صفات (کذب اور تکذیب) کو ہی اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعداد قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حکمت کی بناء پر ہے۔ تحریف وتغیر کا نتیجہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی قراءات سے معانی میں التباس، تناقض یا تضاد پیدا ہوتا ہے، بلکہ بعض قراءات بعض قراءات کی تصدیق کرتی ہیں۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو	عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
عبد الله بن قعود	عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن باز

[فتویٰ رقم: ۱۹۷۷، ۱۰/۴/۴]

ثانیاً۔ مجمع ملك فهد چار مختلف روایات؛ روایت دوری، روایت قالون، روایت ورش اور روایت حفص میں مصاحف شائع کر چکا ہے جبکہ باقی سولہ روایات پر کام جاری ہے۔

ثالثاً۔ اہل حرمین کا تو مسلک ہی قرآن وسنت ہے اور انہیں سے قراءات کا ثبوت ملتا ہے۔

رابعاً۔ یہ عرب علماء کا صرف موقف ہی نہیں بلکہ عملی صورت یہ ہے کہ حرمین کے امام شیخ عبدالرحمٰن حذیفی حفظہ اللہ (جو مسجد نبوی کے سب سے بڑے امام ہیں) کا روایت قالون (جسے دوست قرآن نہیں مانتے) میں مکمل آڈیو قرآن مجمع ملك فهد شائع کر چکا ہے۔

اب کیا اسے جہالت سمجھا جائے یا تجاہل عارفانہ کہ دوست حرمین کی بات کرتے ہیں لیکن مسئلہ زیر بحث میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتیانِ حرم کے موقف سے نابلد ہیں؟ بتقضائے حسن ظن ہم اسے جہالت سے ہی تعبیر کرتے ہیں ورنہ صورت ثانوی صریحاً بددیانتی کے زمرے میں آتی ہے جس کا ارتکاب ہم ایسی ہستیوں سے بعید از امکان سمجھتے ہیں۔

جب اہل حرمین بھی اس مسئلہ میں یہی موقف رکھتے کہ قراءات متواترہ قرآن ہیں تو کیا ہم گروہ مذکور کے 'اہل علم ودانش' سے امید رکھیں کہ وہ اب مزید دھکا کرنے کی بجائے اپنی رائے پر از سرنو غور کریں گے؟

اس مسئلے کو ایک دوسرے زاویے سے یوں سمجھئے کہ روایت حفص، جس کی پاکستان میں تلاوت کی جاتی ہے، کے علاوہ دیگر متواتر روایات کو قرآن کیوں تسلیم نہیں کیا جا سکتا؟ اگر روایت حفص کے علاوہ دیگر روایات کے قرآن نہ ہونے کی وجہ ان روایات میں مصاحف کے قلمی یا مطبوع نسخوں کی سند کا رسول اللہ ﷺ سے عدم اتصال ہے تو روایت حفص کے قلمی یا مطبوع نسخوں کی سند ذرا رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیجیے تاکہ روایت حفص کو امتیازی حیثیت دی جاسکے۔ اگر ایسا ہونا ناممکن ہے اور روایت حفص صرف تعامل اُمت سے ثابت ہوجاتی ہے تو راہنمائی فرمائیے کہ کیا اُمت مسلمہ صرف برصغیر یا ان ممالک کا نام ہے جہاں روایت حفص رائج ہے؟ اور اگر امت مسلمہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا نام ہے تو جیسے روایت حفص بعض خطوں کے تعامل سے ثابت ہو جاتی ہے، اسی طرح دیگر مغربی وافریقی ممالک کے مسلمانوں کے تعامل کو مان کر دیگر روایات کیوں ثابت نہیں ہوتیں؟

بات تو حقیقت پسند ہونے اور دلائل وحقائق کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ہے ورنہ تو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہم تب تک نہیں مانیں گے جب تک فرشتے آکر یہ گواہی نہ دیں کہ قراءات متنوع واقعی قرآن ہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایسا معجزہ تو اپنی رسالت منوانے کے لئے آپ ﷺ بھی دکھانے سے عاجز وقاصر رہے تھے جب کفار نے یہ مطالبہ کیا کہ ﴿وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ☆ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ☆ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا﴾

''اور کہنے لگے ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دیں۔ یا آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو تو آپ اس میں جابجا نہریں بہا دیں۔ یا آپ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں'' [الاسراء:۹۰تا۹۲]

تو ایسی صورت میں ہم بھی معذور ہیں کہ دلیل وبراہان سے سمجھانے کی کوشش کریں اور ویسے بھی اس موضوع پر اتنی ضخیم اور دلائل وبراہین سے مزین دو اشاعتوں کے باوجود اگر کوئی میں نہ مانوں کی ضد پر قائم رہے تو پھر ہم دل سے سمجھتے ہیں کہ اس سے بڑا 'محقق' کوئی نہیں ہے۔ ایسی صورت کا سامنا ہمیں حالیہ دنوں میں اس وقت کرنا پڑا جب آزاد کشمیر سے ایسے ہی ایک 'محقق' سید سلیم شاہ صاحب سابق عمید کلیۃ الدعوۃ آزاد کشمیر کی 'علمی' تحریر ہمارے سامنے آئی۔ موصوف نے بھرپور محنت سے رشد حصہ اوّل کو حرف بحرف پڑھا اور قارئین کو یہ نتائج دیئے کہ مذکورہ شمارہ تضادات کا مجموعہ ہے۔ نام کے ساتھ لگے لاحقے، سابقے یہ تاثر دے رہے تھے کہ موصوف علمی دنیا کے بحر بیکراں ہوں گے، لیکن انداز تحقیق اور اسلوب تحریر کی چالاکیوں سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جناب کے اپنے سابقے، لاحقے بھی ہاتھ باندھے یوں عرض کناں ہیں کہ حضرت! اگر معیار تحقیق یہی ہے تو خواہ مخواہ ہماری حرمت پامال کرنے کی کیا ضرورت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی؟ یہ کام تو صرف سلیم لکھنے سے بھی چل سکتا تھا۔حالانکہ یہ محقق بدقسمتی سے جنہیں رُشد کے تضادات بتلا رہے ہیں وہ اصلاً جناب کے ذہنی انتشار، متعصب نگاہ اور علم قراءات سے لاعلمی کے دلائل اور نتائج ہیں۔ ہمارا یہ سوئے ظن بے سبب نہیں ہے۔ہم ایسا ہرگز نہ سوچتے اگر جناب نے اس شمارے میں موجود قراءات متنوعہ پر اجماع امت کے دلائل، چاروں مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کے فتاویٰ جات اور ثبوت قراءات پر بیسیوں صحیح احادیث پر ذرا سی بھی نظر دوڑائی ہوتی۔ کیا ایک حقیقی محقق کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اساسی دلائل سے چشم پوشی کرتے ہوئے نتائج تحقیق عوام الناس کے سامنے لائے؟ اگر یہی حقیقی معیار تحقیق ہے تو پھر تعصب کس جانور کا نام ہے جس کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اہل علم کے ہاں جسے گالی کا درجہ حاصل ہے؟

ہمارا سیدزادے کے لیے مشورہ ہے کہ آپ نے جس انداز سے رُشد کا مطالعہ کیا ہے اگر اس سے سو درجہ عامیانہ انداز میں مسٹر پرویز کے لٹریچر کو ملاحظہ فرمالیں تو جناب کو اس سے بھی اچھے نتائج مل سکتے ہیں۔ ہم امید کریں گے کہ آنجناب ایک غیر جانبدار محقق ہونے کے ناطے ہمارا مشورہ ماننے میں تامل نہیں کریں گے اور اگر نتائج حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش آئے تو جناب ڈاکٹر محمد دین قاسمی کی کتاب ''جناب غلام احمد پرویز اپنے الفاظ کے آئینے میں '' سے استفادہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ہمیں آنجناب کے تحقیقی نتائج کا انتظار رہے گا۔

ہمارے خیال میں جناب اس اسلوب تحقیق کی طرف خود مائل نہیں ہوئے بلکہ اس کا سبب ماہنامہ رشد کے قراءات نمبرز میں موجود تمام مضامین کا علمی معیار اور دلائل سے مزین ہونا تھا۔ جب جناب محقق خود کوئی علمی رائے پیش کرنے سے قاصر رہے تو رشد کے تضادات ڈھونڈنے بیٹھ گے اور ہمیں فاضل محقق جیسے عقابی نگاہ رکھنے والے ناقدین کے بارے میں علم تھا کہ وہ موجود ہیں۔لیکن تحقیق کے میدان میں ان کی فضیلت کا علم اب ہوا کہ یہ کسی بھی عبارت کا مفہوم اپنے موقف اور مخصوص مقاصد کے مطابق بدلنے میں یکتائے روزگار ہیں،اصل مدعا سے توجہ ہٹانے میں قدرت کاملہ رکھتے ہیں،ان کے عزم و ہمت کی یہ شان ہے کہ جب وہ نقد کی ٹھان لیں تو اپنی علمی کم مائیگی کو بھی آڑ نہیں بننے دیتے ، یہ پہلے خود پروپیگنڈے کا طوفان بپا کرتے ہیں پھر انتہائی معصومیت اور حکمت و دانائی سے اس طوفان میں گری اسلام کی ناؤ کو باہر نکال کر شجاعت کی داستانیں رقم کرتے ہوئے داد تحسین وصول کرتے ہیں۔

بہر صورت یہ تو علمی اسلوب کی بات تھی ہمارے سامنے تو ایسے ناقدین کی تحریریں بھی آئیں جو اس قدر بوکھلائے ہیں کہ حواس باختہ ہو کر آئمہ حدیث پر دشنام درازی شروع کر دی اور یہ بدقسمتی سے تمام تمام کے پرویزی ہیں ہم ان میں سے ایک کو بطور مثال قارئین کے سامنے رکھتے ہیں :

سندھ سے ایک مجہول پرویزی شخص نے 'قرآن مظلوم کی فریاد' کے نام سے 'رُشد قراءات نمبر' پر ایک تنقیدی کتابچہ لکھا ہے۔اس شخص کا علمی محاکمہ کرنے کی بجائے ہم صرف اس کی تحریر کے چند نمونے پیش کریں گے جس سے اس کی خباثت اُبھر کر سامنے آجائے گی اور قارئین محسوس کریں گے کہ واقعی یہ شخص اس قرآنی آیت ﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾[الفرقان:٦٣] ''اور جب ان سے جاہل مخاطب ہوتے ہیں (جواباً) ان کو سلام کہتے ہیں۔'' کا مصداق ہونے کے ناطے اس قابل نہیں کہ اس کی تحریر کا علمی جواب دے کر وقت ضائع کیا جاسکے۔ پھر بھی اگر موصوف یا اس کے نظریاتی بھائی اِصرار کریں کہ نہیں جناب تحریر بڑی مدلل ہے،تو چونکہ موصوف نے اِنکارِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءات کی بنیاد اِنکارِ حدیث کو بنایا ہے اس لئے ماہنامہ 'محدث' کا فتنہ اِنکارِ حدیث نمبر شافی ہوگا۔

چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

حدیث سبعہ اَحرف پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

''سو ایسی حدیثیں اِمام زہری اور امام بخاری کے جھوٹ نہ ہوں گی تو اور کیا ہوں گی۔''

[قرآن مظلوم کی فریاد: ص۴۴]

قرآن کریم میں بیان کی گئی اَمثلہ کے کافی ہونے کا ذکر کرتے ہوئے، کہتا ہے:

''اب کسی کو اس قرآن سے باہر بخاری، مسلم، ترمذی یا اور کسی خرافاتی رِوایات والے اَسکول کی طرف قرآن فہمی کے لئے جانا نہیں ہوگا۔'' [حوالہ مذکور: ص۳۸]

قرآن کریم پر اَحادیث سے اِضافہ کے ضمن میں لکھتا ہے:

لیکن دیوبند کے فاضل مولانا قاری اَعظمی صاحب صرف اس پر خوش ہوگئے کہ من أم کے اضافہ سے (مشہور دشمن قرآن) امام شافعی جو علم حدیث کیلئے وحی غیر متلو کی اصطلاح ایجاد کرنے والا ہے، اس کا موٴقف فقہی سچا ہوگیا [ص:۲۵]

قران کریم اور علم حدیث کا ٹکراوٴ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''میں یہاں قارئین کے لئے قرآن اور مروّجہ علم حدیث کے اَندر نظریاتی ٹکراوٴ کی مثال بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ قرآن میں رب پاک نے فتنہ کے لئے فرمایا کہ ان فتنہ باز کفار کو اتنے تک قتل کرو: ﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ [البقرۃ:۱۹۳] اتنے تک قتل جو فتنہ کی جڑ اکھڑ جائے۔ پھر حدیث کی کتاب بخاری میں کتاب الایمان میں ایک باب ہے: 'من الدین الفرار من الفتنة' یعنی فتنوں سے بھاگ کر کہیں دور نکل جانا یہ دین میں سے ہے۔ اسی باب میں جو حدیث لائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ: قال رسول الله ﷺ «يُوْشِكُ أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَّتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ». [صحیح البخاری: ۱۸؛ سنن ابن ماجه: ۳۹۷۰] یعنی ''ایسا وقت قریب ہے جو مسلم آدمی کا اچھا مال بکریاں ہوں جنہیں وہ فتنہ کے دنوں میں جبل کی چوٹیوں یا بارش کے چراگاہوں میں لے کر جا کر رہائش اِختیار کرے فتنوں سے بچنے کے لئے۔''

دیکھا جناب قارئین کرام! قرآن نے تو حکم دیا کہ فتنہ کے زمانے میں فتنہ باز لوگوں کو اتنے تک قتل کرو جو ان کی فتنہ انگیزی ختم ہو جائے اور علم حدیث کہتا ہے کہ فتنہ کے دنوں میں بکریاں لے کر پہاڑوں اور چراگاہوں میں چلے جاوٴ (تو پیچھے تمہارے مُلک اور شہروں پر حدیث ساز امام بخاری کے رشتہ دار منگول اور تاتاری قابض ہوجائیں جو ہوکر بھی رہے۔) [حوالہ مذکور: ص۱۳]

یہ شخص اس کتابچے میں ایک بحث کا عنوان یوں دیتا ہے:

''امام مسلم و امام بخاری کی جناب رسول اللہ ﷺ کو گالیں'' [کیا علم حدیث قرآن کی تفسیر کرسکتا ہے: ص۱۳۷]

آئمہ حدیث پر تبرا بھیج کر آسمان پر تھوکنے کی کوشش کرنے والا لعنتی کردار یہ شخص وہ ہے جس نے 'رُشد' قراءات نمبر پر نقد کیا ہے۔

یہ تو ہمیں اندازہ تھا کہ دلائل و براہین سے تہی دامن ان منکرین حدیث سے کوئی بات بن نہ پائے گی لیکن بخدا ہمیں اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ یہ لوگ اس اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس گروہ ملعونہ کی اصلیت طشت از بام نہ کرنا ہوتی تو ہم کبھی بھی ان عظیم ہستیوں کے بارے میں استعمال کی گئی بازاری زبان کو رشد کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات پر نہ لاتے ۔ بلکہ اسے دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ھٰذا بھتان عظیم۔

ہمیں اندازہ ہے کہ منکرین اس چھچھورے پن کا شکارصرف اسلئے ہوئے کہ محدثین کی کوششوں سے حدیث کا ذخیرہ امت میں محفوظ حالت میں پہنچا ہے اور یہ احادیث اس گروہ کی قرآنی چکر بازیوں کے سامنے مضبوط چٹان ہیں۔اس لیے ہر وہ کاوش جواحادیث کی حجیت پر منتج ہوان کی بوکھلاہٹ میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔حالانکہ جب رشدقراءات نمبرز کی اشاعت ہوئی تو منکرین کے ایک ماہنامے نے اپنے ہمنواؤں کوخصوصی طور پرتلقین کی تھی کہ ’’یہ جذبات سے زیادہ علمی نوعیت کا کام ہے اہل علم و دانش سے اپیل ہے کہ فکری کاوشوں سے اپنا حصہ ڈالیں اور قرآن کے خلاف اس عالمی و گھناؤنی سازش کو ناکام بنادیں‘‘۔[ماہنامہ بلاغ القرآن،نومبر۲۰۱۰ء،ص۱۳]

لیکن ’اہل علم‘ نے علم وفکر کے نام پرجس علمی وفکری افلاس کا ثبوت دیا ہے اس کے جگر پاش مناظر قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہمارا یقین محکم ہے کہ ایسی شرانگیز حرکتیں کسی سنجیدہ علمی کام میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے ابھی ان خصوصی اِشاعتوں کے دو حصے منظر عام پر آئے تھے کہ عوام الناس،طلباء اور اہل علم نے ہماری توقعات سے بڑھ کر اس میں دلچسپی لی۔مختلف مدارس نے دونوں حصے امتحانات کے بعد طلباء کوبطور اِنعام دیئے۔لوگوں نے باہمی تحائف دینے کے لئے ان کا انتخاب کیا۔مختلف مدارس، کالجز اور یونیورسٹیوں کی لائبریریوں کے لئےخصوصی طور پران کی فرمائش کی گئی ۔اور یہ سلسلہ ملک و بیرون ملک ابھی تک جاری ہے۔

اسی طرح اہل علم نے بھی علم قراءات کو دلچسپی کا موضوع بناتے ہوئے اس پر قلم اُٹھایا جواس اِشاعت کے خصوصی مقاصد میں شامل تھا، یہی وجہ ہے کہ تیسرے حصے کے لئے ہمارے پاس مختلف اہل علم کے سو کے قریب مضامین جمع ہوئے جن میں سے، بڑھتی ہوئی ضخامت کے پیش نظر ہم تقریباً ۶۵ مضامین اس حصے میں شامل کیے ہیں جبکہ دیگر مضامین اِدارہ کی ویب سائٹ www.kitabosunnat.com پر آن لائن کردیئے جائیں گے۔

منکرین حدیث اورمنکرین قرآن پر یہ واضح رہنا چاہیے کہ ماہنامہ رشد کے اہداف ومقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ قراءات قرآنیہ اور رسول اللہﷺ کے فرامین وسنن کی حجیت کو ثابت کرنا تاکہ فتنہ انکارقراءات متواترہ اور فتنہ استخفاف وانکارحدیث کی بیخ کنی کی جاسکے۔چنانچہ ان مقاصد کے حصول تک ماہنامہ رشدعلمی وفکری میدان میں اپنا کردارادا کرتا رہے گا جسے کسی فتنہ باز کا فتنہ،کسی شرپسند کا پراپیگنڈہ، کسی جاہل کی دشنام طرازی اورکسی نام نہاد ’مفتی‘ کا فتوی روک نہیں پائے گا۔ ہم اہل علم ودانش اورمفتیان عزام کو اپنی مشن کا ساتھی سمجھتے ہیں اوران کا دل سے احترام کرتے ہیں لیکن ایسے کسی بھی نام نہاد مفتی کے احترام سے معذور ہیں جسے احادیثِ نبوی کا احترام نہ ہو، ہماری محبت بھی اللہ کے لیے ہے اوربغض بھی اللہ کے لیے۔ بخدا جب ہم نے کراچی سے مفتی محمد طاہرمکی کے فتویٰ کے مندرجات پرنظر ڈالی تو مفتی صاحب کے ’رسوخ علمی‘ نے ہمیں حیران کردیا (مفتی صاحب کی بنیادی علمی غلطیوں کو جاننے کے لیے دیکھئے فہد اللہ مراد کا مضمون ’جمع کتابی کے متعلق توضیحات‘) اور ذاکر حسین کے سوال اور مفتی صاحب کے جواب نے ہمارا ذہن بچوں کے اس کھیل کی طرف موڑ دیا جس میں بچے یہ کہہ کرکھیلنا شروع کرتے ہیں کہ تم بادشاہ اور میں وزیر۔ ہم شعوری طور پرمفتی صاحب کو بادشاہ ہی سمجھتے ہیں،اب فتویٰ فتویٰ کھیلنے کی اس طفلانہ روش کے بعد اگر موصوف یہ سمجھ بیٹھیں کہ انہوں نے علم وتحقیق کے میدان میں نمایاں کارنامہ سرانجام دیا ہے تو یہ جناب کا خود کے بارے میں اپنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ تو ہوسکتا ہے کسی اہل علم کا نہیں۔

ہماری آج بھی دعوت عام ہے کہ رُشد حصہ سوم آپ کے ہاتھوں میں ہے، اتریے دلائل وبراہین کے میدان میں مجلّہ ہذا کے مضامین پر علمی رائے کا اظہار فرمایئے، ہمیں خوشی ہوگی۔

ہم اُمید رکھتے ہیں کہ اہل علم ودانش اب کی بار علم ودانش کو بروئے کار لاتے ہوئے دشنام طرازی اور جذباتیت کی فضا پیدا کرنے کی بجائے مجلّہ ہذا پر علمی رائے کا اظہار فرمائیں گے۔ ہمیں انتظار رہے گا۔

حافظ نعیم الرحمٰن ناصف

[فاضل کلیۃ الشریعۃ، رُکن مجلس التحقیق الاسلامی]

انتساب رُشد قراءات نمبر

شیخ القراء محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ ادارۂ رُشد کے تمام ذمہ داران اور ارکان (ڈاکٹر حافظ حسن مدنی، حافظ انس نضر، ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی، حافظ نعیم الرحمٰن ناصف، حافظ محمد مصطفیٰ راسخ، حافظ فہد اللہ مراد، حافظ محمد زُبیر تیمی، قاری اختر علی اَرشد، کلیم اللہ حیدر اور حافظ محمد عمر فاروقی وغیرہم) کے محترم اُستاد ہیں۔ رُشد قراءات نمبر کی فکر بھی حضرت قاری صاحب حفظہ اللہ کی تحریک پر ہی پیدا ہوئی۔ ادارہ تمام قراءات نمبروں کا انتساب شیخ القراء محترم قاری محمد ابراہیم میر محمدی کی طرف کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کارِ عظیم کو قاری صاحب کیلئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین [ادارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ